OPEN ACCESS
Al-Duhaa
﴾Journal of Islamic Studies﴿
ISSN (print): 2710-0812
ISSN (online): 2710-3617
www.alduhaa.com

Al-duhaa, Vol.:5, Issue: 2,July -Sep 2024
DOI:10.51665/al-duhaa.005.02.0275, PP: 50-62

عہد نبوی میں خواتین کا پیشہ ورانہ کردار: تجارت سے لے کر عدلیہ تک

Principles of Foreign Policy of the State of Madina during the Prophetic Era: Peace, Treaties and the Formation of International Relations

Published: 25-08-2024
Accepted: 15-07-2024
Received: 25-06-2024

Sana Khalid
Islamic Scholar, Village and post office Dharyal, Distric Mansehra, Tehsil Bafa Pakhal
Email: sanakhalidkhanswati@gmail.com

Shaista Salahudin
Islamic Scholar / Lecturer at Government Girls Degree College #1 Mansehra
Email: sshaista842@gmail.com

Amina Shah Jahan
Islamic Scholar, Near alsyed hospital house # CB764 Mandian Abbottabad
Email: aminashahjahan1@gmail.com

Abstract

Islam elevated the status of women, granting them significant roles in social, communal, and professional spheres. During the Prophetic era, women were not restricted to domestic responsibilities but actively participated in diverse fields such as trade, medicine, education, and even the judiciary. Hazrat Khadijah (RA), a highly successful and respected merchant of Makkah and the esteemed wife of Prophet Muhammad (PBUH), exemplifies women's economic independence and entrepreneurial success. Similarly, Hazrat Rufaidah (RA) is celebrated as the first female physician and nurse in Islamic history, providing critical medical care to the wounded during battles and establishing a foundation for healthcare services. Additionally, Hazrat Shifa bint Abdullah (RA) contributed significantly to education and judiciary, showcasing the multifaceted roles women played in early Islamic society. These examples highlight that women's professional contributions during the Prophetic era were not only acknowledged but also integral to societal development. This period serves as a profound model of gender inclusivity and empowerment, offering valuable lessons for contemporary discussions on women's roles in Islam. By examining these historical precedents, this study underscores the importance of recognizing and revitalizing women's contributions in modern contexts, aligning with Islamic principles of justice, equality, and societal progress.

CC BY

Keyword: *Women in Islam, Prophetic era, Hazrat Khadijah (RA), Hazrat Rufaidah (RA), Hazrat Shifa bint Abdullah (RA), women's professional roles, Islamic history, gender inclusivity, women's empowerment, trade, medicine, judiciary, education.*

تعارف:

عہد نبوی (صلی اللہ علیہ وسلم) میں خواتین کا کردار نہ صرف گھریلو زندگی تک محدود نہیں تھا بلکہ انہوں نے مختلف پیشوں میں بھی اپنی صلاحیتوں کا بھرپور مظاہرہ کیا۔ اسلام کی آمد کے ساتھ ہی خواتین کے حقوق اور ذمہ داریوں میں ایک نیا باب کھلا، جس نے انہیں مختلف شعبوں میں اپنی محنت اور قابلیت کو بروئے کار لانے کا موقع دیا۔ اس دور میں خواتین نے معاشرتی ترقی کے لیے مختلف پیشوں کو اختیار کیا اور ان پیشوں میں اپنی محنت اور دانشمندی سے نہ صرف اپنے خاندان کی ضروریات کو پورا کیا بلکہ اجتماعی سطح پر بھی اہم کردار ادا کیا۔

عہد نبوی میں خواتین کی پیشہ ورانہ شمولیت کا آغاز تجارت سے لے کر صنعت، زراعت، طب، رضاعت، اور حتیٰ کہ فوجی خدمات تک ہوا۔ انہوں نے نہ صرف گھریلو کاموں میں بلکہ مختلف معاشی و سماجی شعبوں میں بھی فعال حصہ لیا، جس نے ان کی حیثیت اور اہمیت کو معاشرتی ڈھانچے میں واضح طور پر اجاگر کیا۔ خواتین کا کردار تجارت، طب، صنعت، اور دیگر پیشوں میں اس بات کا غماز ہے کہ عہد نبوی میں خواتین نے محض معاونت کا کردار نہیں ادا کیا، بلکہ وہ معاشرتی و اقتصادی ترقی کی بنیادی محرکات میں شامل ہوئیں۔

اس آرٹیکل میں ہم عہد نبوی میں خواتین کے مختلف پیشوں پر روشنی ڈالیں گے، اور ان پیشوں میں خواتین کے کردار کو تجزیہ کریں گے۔ یہ تحقیق اس بات کو اجاگر کرے گی کہ کس طرح خواتین نے اپنے وقت کے مختلف پیشوں میں اپنی قابلیت، عزم اور محنت سے نہ صرف اپنی زندگیوں کو بہتر بنایا بلکہ اسلام کی تعلیمات کے تحت معاشرتی اصلاح میں بھی اہم کردار ادا کیا۔ اس سفر میں ہم دیکھیں گے کہ خواتین نے مختلف شعبوں میں اپنی موجودگی اور محنت سے نہ صرف اپنے معاشی حالات بہتر کیے بلکہ ایک نئی سمت کی طرف معاشرتی تبدیلی کا آغاز بھی کیا۔

تجارت:

عہد نبوی میں بہت سی عورتیں تجارت کیا کرتی تھیں حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا ہی کی تجارت شام کے وسیع پیمانے پر تھی۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی ایک بہن حضرت ہالہ ان کی عہد میں چمڑے کی کھال کی تجارت کرتی تھیں۔ رسول اللہ ﷺ نے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے شادی کے سلسلہ میں ان سے اپنے ایک ساتھی اور ہم عمر حضرت عبد اللہ بن حارث ہاشمی کے ساتھ بازار یا ان کے مقام تجارت پر ملاقات کی تھی۔[1]

حضرت قیلہ رضی اللہ عنہا نے حضور ﷺ سے عرض کی: إِنِّي إِمْرَأَةٌ أَبِيعُ وَأَشْتَرِي[2]

کہ میں ایک ایسی عورت ہوں، جو مختلف چیزوں کو بیچتی بھی ہوں اور خریدتی بھی ہوں۔

اسی طرح خولہ ملیکہ، ثقیفہ اور ام ورقہ رضی اللہ عنہا وغیرہ عطریات کی تجارت کرتی تھیں۔ اسماء بنت مخرمہ رضی اللہ عنہا حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دور میں عطر کا کاروبار کرتی تھیں۔

ابن سعد رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

" وکان ابہا عبداللہ بن أبي ربيعة يبعث إلہا بعطر من اليمن و كانت تبيعه إلى الاعطية فكنا تشيري مبہا[3]

ان کا بیٹا عبد اللہ بن ابی ربیعہ یمن سے عطر بھیجتا تھا اور وہ اسے بیچتی تھی اور ہم ان سے خریدتے تھے۔

اسی طرح عمرہ بنت الطبیخ رضی اللہ عنہ بیان فرماتی ہیں:

انطلقت مع جارية لنا إلى السوق فاشيرينا جريئة في زبيل قد خرج راسها ، وذنها من الزبيل ، فمرعلي فقال : بكم هذه ؟ أن هذا الكثير طيب يشبع منه العيال [4]

میں اپنی لونڈی کے ساتھ بازار گئی اور وہاں سے ایک بڑی مچھلی خریدی اور اسے اپنی جھولی میں ڈالی اور مچھلی کا سر اور اس کی دم جھولی سے باہر نکلی ہوئی تھی۔ وہاں سے حضرت علی رضی اللہ عنہ گزرے تو انہوں نے پوچھا: آپ نے یہ مچھلی کتنے میں خریدی ہے؟ یہ تو بہت بڑی اور اچھی مچھلی ہے اس کو سارے گھر والے سیر ہو کر کھا سکتے ہیں۔

میں ایک مرتبہ اپنی کنیز کے ساتھ، بازار گئی اور مچھلی خریدی۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے دیکھی تو مچھلی کی تعریف کی، ان کے علاوہ حضرت کریمہ رضی اللہ عنہا اور دوسری صحابیات بھی سوداگری کرتی تھیں۔

حضرت نبہان التمار کے سوانحی خاکہ میں ایک خاتون کا ذکر آیا ہے جو ان سے تمر (کھجور) خریدنے آتی تھیں۔ حضرت موصوف کھجور کے بیوپاری ہی تھے وہ خاتون بھی شاید یہ کاروبار کرتی تھیں۔ روایات تفسیر میں اس واقعہ کا ذکر آتا ہے۔[5]

حضرت خولہ رضی اللہ عنہا ایسی عطر فروش تھیں کہ وہ "العطارہ" کے نام سے ہی مشہور ہو گئی تھیں۔ رسول اکرم ﷺ کے خانہ مبارک میں آتی تھیں اور عطر فروخت کرتی تھیں اور رسول اللہ ﷺ ان کے عطروں کی خوشبوؤں سے ان کو پہچان لیا کرتے تھے۔ ایک دن رسول ﷺ نے ان کو اپنے گھر میں پایا تو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کیا تم لوگوں نے ان سے کچھ خریدا بھی ہے؟ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرمایا کہ آج وہ کاروبار کی غرض سے نہیں آئیں، اپنے شوہر کی شکایت لے کر آئیں ہیں رسول ﷺ نے ان کی شکایات کا تدارک فرمایا[6]- حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا رسول اکرم ﷺ کے لئے ان سے عطر خریدا کرتی تھیں۔

حضرت ملیکہ رضی اللہ عنہا، جو مشہور صحابی حضرت سائب بن اقرع ثقفی رضی اللہ عنہ کی ماں تھی عطر فروفروشی کا کام کرتی تھیں۔ ان کے فرزند حضرت سائب ثقفی رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ایک بار میری ماں حضرت ملیکہ رضی اللہ عنہا رسول اکرم ﷺ خدمت میں عطر فروشی کے ارادے سے پہنچیں۔ رسول اکرم ﷺ نے بعد خرید ان کی ضرورت و حاجت کے بارے میں پوچھا۔ انہوں نے عرض کیا کہ حاجت تو کوئی نہیں لیکن میرے چھوٹے بچے کے لیے، جو ان کے ساتھ تھا، دعا فرمادیں۔ رسول اکرم ﷺ نے ان کے سر پر ہاتھ پھیرا اور دعا دی[7]-

عہد نبوی میں خواتین عطایا کی فروخت کا کام بھی کرتی تھیں۔ کسی غزوہ میں ام سنان اسلمی رضی اللہ عنہا ان کو نبی ﷺ نے اپنی سواری کا ایک اونٹ ہدیہ کر دیا تھا جسے انہوں نے مدینہ پہنچ کر سات دینار میں فروخت کر دیا تھا۔

یا رسول اللہ مالہ من شيء وما ينفق عليه إلا أباه

حضرت اسماء بنت ابُو بکر رضی اللہ عنہا گھر کا کامؔ کاجؔ بھی کرتی تھیں اور اپنے کھیتوں سے گھوڑے کا چارہ اور کھجور کی گٹھلیاں سر پر لایا کرتی تھیں جیسے کہ حدیث سے وضاحت ہوتی ہے:

عن أسماء بنت أبي بكر رضي الله عنهما قالت يروحني الزبير، وما له في الارض من مال ، ولامملوك ، ولا شيء غير ناضح ، وغير فرسه ، فكنت أعلف فرسه ، واستقي الماء ، وأخرز غربه وأعجن ، ولم أكن أحسن أخبز ، وكان يخبز جارات لي من الانصار وكن نسوة صدق ، وكنت أنقل النوى من أرض الزبير التي أقطعه رسول الله - صلى الله عليه وسلم - على رأسي ، وهي مني على ثلثي فرسخ ، فجئت يوما والنوى على رأسي فلقيت رسول الله - صلى الله عليه وسلم - ومعه نفر من الانصار فدعاني ثم قال : إخ إخ .. لتحملني خلفه ، فاستحييت أن أسير مع الرجال ، وذكرت الزبير وغيرته ، وكان أغير الناس ، فعرف رسول الله - صلى الله عليه وسلم - أني قد استحييت فمضى ، فجئت الزبير فقلت لقيني رسول الله - صلى الله عليه وسلم - وعلى رأسي النوى ، ومعه نفر من أصحابه ، فأناخ لأركب ، فاستحييت منه وعرفت غيرتك ، فقال والله لحملك النوى كان أشد علي من ركوبك معه ، قالت حتى أرسل إلي أبو بكر بعد ذلك بخادم تكفيني سياسة الفرس ، فكأنما أعتقني[8]

حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی حضرت اسماءؓ رضی اللہ عنہا اپنا ابتدائی حال بیان کرتی ہیں کہ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ سے میرا بیاہ ہو چکا تھا، لیکن ان کے پاس ایک پانی لادنے والے اونٹ اور گھوڑے کے سوا نہ کسی قسم کا کوئی مال تھا، نہ خادم اور نہ کوئی دوسری چیز میں خود ہی ان کے گھوڑے کو چارہ دیتی، پانی پلاتی اور ان کا ڈول بھرتی۔ گھر کا کام کاج بھی خود کرتی، خود ہی آٹا گوندتی، اور روٹی پکاتی، روٹی اچھی نہ پکا سکتی تھی، پڑوس میں انصار کی کچھ عورتیں تھیں، جو اپنی دوستی میں بڑی مخلص ثابت ہوئیں، وہ میری روٹیاں پکا دیا کرتی تھیں، رسول اللہ ﷺ نے حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کو میرے مکان سے دو میل کے فاصلے پر ایک زمین کاشت کرنے اور فائدہ اٹھانے کے لیے دے رکھی تھی میں اس زمین سے کھجور کی گٹھلیاں لایا کرتی تھی، ایک دن میں اپنے سر پر کھجور کی گٹھلیوں کی ٹوکری لا رہی تھی کہ راستے میں حضور ﷺ کی ہم سے ملاقات ہو گئی۔ آپ ﷺ نے مجھے بلایا تاکہ اپنی سواری کے پیچھے بٹھالیں، لیکن چونکہ آپ ﷺ کے ساتھ انصار کے بعض افراد بھی تھے، اس لیے مجھے مردوں کے ساتھ چلنے میں شرم محسوس ہوئی۔ زبیر رضی اللہ عنہ کی غیرت کا خیال آیا کہ وہ سب سے زیادہ غیرت مند ہے۔ چنانچہ پس و پیش کرنے گئی تو حضور ﷺ بھانپ گئے، اور آگے بڑھ گئے۔ سارا واقعہ زبیر رضی اللہ عنہ سے ذکر کیا گیا۔ زبیر رضی اللہ عنہ نے فرمایا اللہ تمہارا گٹھلیوں کا لانا مجھ پر بہت دشوار گزرتا ہے۔ پھر حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ گھوڑے کی دیکھ بھال کے لیے ایک خادم بھیجا جس کی وجہ سے مجھے اس سے نجات ملی۔ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کی حدیث اس بات کی مکمل طور پر اس کی وضاحت کرتی ہے کہ عورتیں کن کن صورتوں میں گھر کے علاوہ دوسری سرگرمیوں میں حصہ لے سکتیں ہیں، حضرت اسماء رضی اللہ عنہا مکمل طور پر گھر سنبھالتی تھیں اور وہ اپنی اس ذمہ داری کے ساتھ ساتھ کھیت میں کام بھی کرتی تھیں اور اس کے باوجود بھی کام کرنے کی صلاحیت رکھتی ہیں، اسلام اسے منع نہیں کرتا کہ وہ اپنے لیے اور اپنے بچوں کے لیے روزی کما سکے۔

رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک غفاری اجیر اور ان کی اہلیہ ایک چراگاہ میں سرکاری جانوروں کی چرائی اور دیکھ بھال کیا کرتے تھے۔ اس سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ چرواہی کا پیشہ خاص عورتوں اور بچیوں باندیوں سے متعلق تھا۔ آپ ﷺ کی ایک باندی ربیحہ نامی، جو قرینہ کی اسیر جنگ تھیں، صدقات کے باغات میں کام کرتی تھیں اور رسول ﷺ ان کی جھونپڑی میں کبھی کبھی قیلولہ فرلیا کرتے تھے۔ مرض ابو فاۃ کا آغاز وہیں سے ہوا تھا۔[9]

عہد نبوی میں بہت سی عورتوں کے چرواہی کے کام کرنے کا ذکر ملتا ہے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی ماں بھی یہ کام

کرتی تھیں اور گھروں میں خادمہ کا کام بھی انجام دیتی تھیں، چرواہوں اور گھریلو خدمات کی تعداد بہت زیادہ تھی۔ یہ اصلا خاتونی پیشہ تھا۔ چرواہی سے وابستہ دوسرے کام باڑے کے جانوروں کا دودھ دوہنا اور مالکوں کے گھروں میں پہنچاتا تھا۔ بعض باندیاں اور آزاد عورتوں نجی کام کے علاوہ پیشہ ور چرواہیاں ہی یہ کام کرتی تھیں۔ رسول ﷺ کی کئی باندیاں جیسے حضرت حضرت سلمی رضی اللہ عنہا اور ایمن رضی اللہ عنہا وغیرہ کے علاوہ بہت سی مکی اور مدنی اکابر کی چرواہیاں یہ کام انجام دیتی تھیں ۔حضرت سلمی رضی اللہ عنہا کی ایک " مولاۃ" حضرت وجیہہ رضی االلہ عنہا بھی ان میں سے ایک تھیں۔[10]

بہت سی خواتین خاندان کی معاشی ذمہ داری اپنی زرعی آمدنی کی وجہ سے بھی اٹھالیتی تھیں۔ ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کو اپنے والد کی جائیداد ثقیف / طائف سے کچھ حصہ ملا تھا اور وہاں سے شہد آتا تھا اور بعض دوسری آمدنی بھی ہوتی تھی جو وہ اپنے خاندان بالخصوص سابق شوہر حضرت ابو سلمہ رضی اللہ عنہ کے یتیم بچوں پر خرچ کرتی تھیں۔

دوسری امہات المومنین میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کی زرعی جائیدادیں طائف اور مکہ میں تھیں۔ اور متعدد انصاری خواتین کی زرعی جائیدادیں مدینہ منورہ میں تھیں۔

یہود مدینہ میں دو قبیلوں بنو نضیر اور بنو قریظہ کے باغات زرعی " اموال " اسلامی ریاست کے قبضے میں آئیں۔ تو ان میں سے بیشتر " مہاجرین کو ملیں اور بعض محتاج و نادار انصار کو بھی دی گئیں۔ ان کے علاوہ خیبر، فدک، وادی القریٰ اور تیماء وغیرہ کی زرعی جائیدادوں کا معاملہ تھا۔ ان میں سے متعدد میں بلکہ سب میں خواتین کام کرتی تھیں اور بعض کی وہ مالک بھی تھیں۔ یہودی کا شتکاروں اور، باغ کے مالکوں اور دوسرے زرعی پیشہ والوں کے ہاں انصاری خواتین مزدوری کا کام جاہلی عہد سے کرتی آرہی تھیں اور اسلامی عہد میں بھی یہود مدینہ کی جلاوطنی کے زمانے تک کرتی رہیں۔

خیاطی اور کپڑوں کی تیاری:

حضرت فاطمہ بنت شبیہ رضی اللہ عنہا اور دیگر اہم شخصیات کے تذکروں سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ انصار کی خواتین عام طور پر خیاطی کا کام کرتی تھیں۔ جاہلی اور اسلامی دور دونوں میں متعدد خواتین کپڑے بنانے کی مہارت رکھتی تھیں اور انہیں بیچ کر آمدنی حاصل کرتی تھیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بھی اسی طرح ایک پردہ اور ایک قالین خریدا تھا، جو کہ کپڑے بنانے والی خواتین کی محنت کا نتیجہ تھا۔

ایک واقعہ میں ایک خاتون نے اپنی بنائی ہوئی چادر کو نبی ﷺ کی خدمت میں ہدیہ کے طور پر پیش کیا۔ مکہ کی خواتین بھی اپنے بنے ہوئے کپڑے بیچ کر تجارت کرتی تھیں، اور حاصل ہونے والی آمدنی کو قومی کاروان قریش میں لگاتی تھیں۔ یہ کاروان، جو غزوہ بدر (2ھ/624ء) میں مکہ سے شام کی طرف روانہ کیا گیا تھا، مکہ کے تمام باشندوں نے اس میں سرمایہ کاری کی تھی۔

صحابہ کرام کی کئی باندیاں بھی خیاطی اور کپڑا بنانے کی ماہر تھیں، اور یہ پیشہ خواتین کے ساتھ جڑا ہوا تھا۔ امام بخاری نے اپنی کتاب "لباس" میں ذکر کیا ہے کہ ریشمی کپڑے شام یا مصر سے آتے تھے اور خواتین انہیں اپنے شوہروں کے لیے چادروں کی صورت میں تیار کرتی تھیں۔ اس سے یہ واضح ہوتا ہے کہ خواتین نہ صرف گھریلو کاموں میں مشغول تھیں بلکہ معاشی سرگرمیوں میں بھی اہم کردار ادا کر رہی تھیں۔

عورتوں کو معاشی سرگرمیوں کا حق: ایک جائزہ

اسلام میں عورتوں کو معاشی سرگرمیوں میں شریک ہونے کی مکمل آزادی دی گئی ہے، بشرطیکہ وہ قانونی اور شرعی حدود

کی پابندی کریں۔ اگر ایک عورت بیوہ ہو، مطلقہ ہو، یا اس کا شوہر کسی بیماری یا دوسرے وجوہات کی بنا پر معاشی طور پر کمزور ہو، تو اسے اپنے معاشی حالات کے لئے کاروبار کرنے کی اجازت ہے۔ شریعت میں اس حوالے سے کسی قسم کی ممانعت نہیں ہے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی مثال ہمیں یہ بتاتی ہے کہ خواتین کو مختلف قسم کے کام کرنے کی اجازت تھی۔ حضرت سودہ رضی اللہ عنہا کا بھی ذکر ملتا ہے کہ وہ دباغت کے کام میں ماہر تھیں، اور اس زمانے میں عورتوں کے لئے یہ کام ایک عام معاملہ تھا۔ آپ ﷺ نے کبھی بھی کسی عورت کو اس قسم کے کام کرنے سے منع نہیں کیا، بلکہ اس عمل کو تسلیم کیا۔

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی بیوی کے حوالے سے بھی ایک اہم بات سامنے آتی ہے، جنہوں نے اپنے خاندان کی معاشی ضروریات کو پورا کرنے کے لئے دستکاری کا کام کیا۔ ایک روایت میں ذکر ہے کہ حضرت زینب انصاریہ اور حضرت زینب ثقفیہ نے رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا تھا کہ کیا وہ اپنے شوہروں کے نفقے کے لئے اپنی کمائی استعمال کر سکتی ہیں؟ تو حضور ﷺ نے ان کے لئے دہرے اجر کا وعدہ فرمایا: ایک اجر صدقہ کا اور دوسرا اجر رشتہ داری کے حقوق کا۔

اس کے علاوہ حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کی مثال بھی دی جاتی ہے، جو اپنی دستکاری سے حاصل ہونے والی آمدنی کو اللہ کی راہ میں خیرات کر دیتی تھیں۔ یہ ثابت کرتا ہے کہ خواتین اپنے ہنر اور محنت کو معاشی ضرورت کے بجائے اللہ کی رضا کے لئے بھی استعمال کر سکتی ہیں۔

اسلام میں خواتین کے کسب معاش کو ایک حق سمجھا گیا ہے۔ مختلف روایات سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ بہت سی خواتین اجرت اور مزدوری کے کاموں میں بھی مشغول رہتی تھیں۔ فتح مکہ کے موقع پر حضرت حاطب بن ابی بلتعہ نے ایک عورت کو دس دینار بطور اجرت دی تھی تاکہ وہ ایک خط ارسال کرے، اور یہ اس بات کا غماز ہے کہ شریعت نے خواتین کو کام کرنے کی مکمل آزادی دی تھی۔

خلاصہ یہ ہے کہ اسلامی تعلیمات اور تاریخ میں خواتین کے کاروباری سرگرمیوں کے حوالے سے کوئی پابندی نہیں ہے۔ اس بات کو تسلیم کیا گیا ہے کہ خواتین اپنی معاشی ضروریات کے لئے کام کر سکتی ہیں، چاہے وہ دستکاری ہو، کاروبار ہو یا مزدوری، اور اس عمل سے انہیں دہرے اجر کا وعدہ بھی کیا گیا ہے۔

رضاعت: ایک معزز پیشہ

زمانہ قدیم سے عرب معاشرے میں رضاعت (دودھ پلانے) کو ایک اہم اور معزز پیشہ سمجھا جاتا تھا۔ یہ نہ صرف بچوں کی پرورش کا ایک ذریعہ تھا، بلکہ اس کے ذریعے خاندانوں اور قبائل کے درمیان محبت، تعلق اور اتحاد کے رشتہ بھی مضبوط ہوتے تھے۔ ہر علاقے میں دودھ پلانے والی خواتین (مرضعات) کا ایک مخصوص طبقہ موجود تھا، جنہیں معاشرے میں عزت واحترام کی نظر سے دیکھا جاتا تھا۔

اگرچہ کچھ جدید اور قدیم سیرت نگاروں نے اس پیشے کو تنقید کا نشانہ بنایا ہے، مگر یہ نقطہ نظر درست نہیں ہے۔ دودھ پلانے والی خواتین کا کام نہ صرف ایک ضرورت تھا بلکہ ایک محبت بھرا عمل تھا، جس کے ذریعے مختلف خاندانوں اور قبیلوں کے درمیان گہرے رشتہ قائم ہوتے تھے۔ یہ تعلقات نہ صرف جسمانی پرورش کا حصہ تھے، بلکہ ان کے ذریعے سماجی اور اخلاقی تعاون بھی بڑھتا تھا۔

عہدِ اسلامی اور عہدِ نبوی میں بھی یہ پیشہ جاری رہا، اور رضاعی مائیں ایک معزز مقام رکھتی تھیں۔ ان خواتین کو اپنے

رضاعی بچوں کے سرپرستوں کی جانب سے عطیات ملتے تھے، جو ان کی خدمت کی قدر دانی کا اظہار تھا۔ اس بات کا اندازہ اس حقیقت سے لگایا جا سکتا ہے کہ وہ بچے جو اعلیٰ خاندانوں اور قبیلوں کے تھے، ان کو رضاعت کے لیے ہمیشہ "بادیہ" (دیہات) بھیجا جاتا تھا۔ یہ بدوی قبائل اور بادیہ کے لوگوں کا مخصوص پیشہ تھا، جب کہ شہری علاقوں میں یہ کام چند افراد ہی انجام دیتے تھے۔

حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا کی مثال اس پیشے کے حوالے سے سب سے مشہور ہے۔ وہ رسول اللہ ﷺ کی رضاعی والدہ تھیں اور آپ ﷺ کے علاوہ دیگر قریش کے بچوں کی بھی رضاعت کرتی تھیں۔ ان رضاعی بچوں کے سرپرست ان کو ہمیشہ عطیات سے نوازتے تھے اور یہ عمل ایک محبت و عقیدت کی نشانی تھا۔

اسی طرح حضرت ثوبیہ رضی اللہ عنہا بھی ایک معروف مرضعہ تھیں جو مکہ مکرمہ میں یہ خدمت انجام دیتی تھیں۔ انہوں نے رسول اللہ ﷺ اور کئی دیگر قریش کے بچوں کی رضاعت کی تھی، اور انہیں ہمیشہ ان کے سرپرست خاندان کی جانب سے عطیات ملتے تھے۔

حضرت ام بردہ رضی اللہ عنہا، جو حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ کی رضاعی ماں تھیں، بھی اس پیشے حصہ تھیں اور ان کی خدمت کے عوض رسول اللہ ﷺ نے انہیں اور ان کے شوہر کو قیمتی تحائف دیے تھے۔

مزید برآں، امہات المومنین میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کی مرضعات کا بھی ذکر ملتا ہے، جو اس بات کی غمازی کرتا ہے کہ رضاعت کا پیشہ فقط معاشی فائدہ نہیں تھا، بلکہ ایک روحانی اور اخلاقی خدمات کا حصہ تھا۔

اس پیشے کے ذریعے معاشرے میں ایک مضبوط تعلق اور محبت کا رشتہ قائم ہوتا تھا، جو کہ نہ صرف مادی، بلکہ روحانی لحاظ سے بھی اہم تھا۔ دودھ پلانے والی ماؤں کو عزت واحترام ملتا تھا، اور ان کے ذریعے مختلف خاندانوں کے درمیان ایک گہرا اور محبت بھرا رشتہ جڑتا تھا۔

طبابت و جراحت:

طب اور جراحت میں رفیدہ، اسلیمہ، ام کبشہ، حمنہ بنت جحش، معاذ لیلیٰ، ربیع بنت معوذ، ام عطیہ، ام سلیم رضی اللہ عنہا کو زیادہ مہارت حاصل ہے۔ یہ جنگ و امن میں مریضوں کا علاج اور زخمیوں کی مرہم پٹی کیا کرتی تھیں ۔روایات میں مزکور ہے کہ:

> رفیدة الانصاریة أو الاسلمیة .... فقال رسول اللهِ صلى اللهُ عليهِ وسلم اجعلوهُ في خيمةِ رفيدةِ التي في المسجدِ حتى أعودهُ من قريبٍ وكانت امرأةً تداوي الجرحى وتحتسبُ بنفسها على خدمةِ من كانت بهِ ضيعةٌ من المسلمين
>
> رفیه و انصاریہ ایااسلمیه ------

تو رسول ﷺ نے فرمایا اسے رفیدہ رضی اللہ عنہا کے خیمے میں لے جاؤ جو مسجد کے پاس ہے۔ تاکہ قریب ہونے کی وجہ سے میں ان کی عیادت کیا کروں، اور وہ مسلمان زخمیوں اور مریضوں کا علاج مفت کیا کرتی تھیں۔[11]

بعض خواتین پیشہ ور جراح اور طبیب کی حیثیت سے اپنے فن سے کمائی بھی تھیں۔ فی سبیل اللہ علاج و معالجہ کی خدمات تو غزوات، مہمات تک ہی محدود ہو سکتی تھیں کیونکہ وہ طبّی خدمات کے لیے تو جنگ میں شریک ہوتی تھیں لیکن زمانہ امن و امان اور عام حالات میں علاج معالجہ ایک پیشہ ورانہ ذریعہ آمدنی ہے روایات سیرت و تاریخ سے معلوم ہوتا ہے کہ جاہل اور اسلامی دونوں

ادوار میں خواتین طبابت سے آمدنی حاصل کرتی تھیں۔ گھریلو دوا دارو یا علاج معالجہ کا ایک عام فن بھی تھا اور بہت سی خواتین عصر اپنے مردوں کے مانند بسا اوقات فوری علاج کی خدمات انجام دے لیتی تھیں۔ یہ ہر ایک گھر کی کہانی تھی۔ بعض مثالیں ان کی تائید میں پیش ہیں۔

1۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے غزوہ احد میں رسول اللہ ﷺ کے زخموں سے بہتے ہوئے خون کا علاج کیا تھا۔ انہوں نے چٹائی کے ایک ٹکڑے کو جلا کر اس کی راکھ زخموں پر رکھ دی تھی اور خون بند ہو گیا تھا۔[12]

2۔ حضرت ام انمار رضی اللہ عنہ اور حضرت خباب بن تمیمی رضی اللہ عنہا نے ایک دوسرے کو داغ کر کے (اکتوی) علاج کیا تھا۔[13]

رسول اکرم ﷺ کی آخری بیماری میں حضرت اسماء بنت عمیس اور حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے آپ ﷺ کے دہن مبارک میں کھلی اور تیلی (الکست والزیت) کی بنی ہوئی دواز بردستی ڈال دی تھی۔ یہ خاص طبّی نسخہ ان دونوں خواتین عصر اپنے قیام حبشہ کے زمانے سے سیکھا تھا۔ بعض روایات میں ہے کہ عود ہندی (ورس) اور تیل سے بنی ہوئی دوا تھی۔ بہر حال خواتین مکرم حبشی طب سے استفادہ کر کے اس کا استعمال کیا تھا۔[14]

عہد وسطی میں بہت سی ایسی خواتین کے حالات ملتے ہیں جنہوں نے طلب وجراحت میں مہارت حاصل کر کے شہرت پائی، چنانچہ بنی عود میں زینب بڑی طبیبہ اور ماہرہ امراض چشم تھیں۔[15]

ام الحسین بنت القاضی ابن جعفر مختلف مضامین اور علم وفنون میں کمال کی دسترس رکھتی تھیں۔ لیکن وہ بحیثیت طبیبہ مشہور تھیں۔ الحفیظ بن زہر کی بہن اور اس کی بیٹی جو منصور بن ابی عامر کے زمانے میں مشہور تھیں، بہت اچھی طبیب تھیں، علم طب اور فن حکمت میں اپنے مشاہیر زمانہ میں سے تھیں۔ بالخصوص امراض نسوانی کی ماہر تھیں اور شاہی محل کی خواتین کے علاج معالجہ کے لیے انہی کو بلایا جاتا تھا۔[16]

دودھ پلا کر اپنے رضائی بچوں بچیوں کے سرپرستوں سے عطایا حاصل کرنا ایک معزز اور محبت بھرا کام تھا جو متعدد خاندانوں اور قبیلوں کو رضاعی بچوں بچیوں کے ذریعہ محبت والفت اور اتحاد و تعاون کے رشتوں میں باندھ دیتا تھا۔ یہ قدیم پیشہ عہد اسلامی اور عہد نبوی میں بھی جاری رہا اور رضاعی ماؤں کا ایک طبقہ ان کے ذریعہ آمدنی پاتا رہا۔ اس طبقہ محبت والفت کی وسعت کا ندازہ اس حقیقت سے کیا جاسکتا ہے کہ تمام اشراف کے بچے اور بچیاں رضاعت کے لئے "بادیہ" (دیہات) میں ضرور بھیجے جاتے تھے اور اس پر بدوی قبائل وبطون کا یہ خاص پیشہ تھا، شہری لوگوں میں اکا دکا۔

مشہور ترین مرضعہ (دودھ پلائی) حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا ہی تھیں جو رسول اکرم ﷺ کی رضاعی ماں تھیں اور آپ ﷺ کے علاوہ دوسرے اکابر کو بھی رضاعت کے ذریعہ پالا تھا ان رضاعی بچوں کے سرپرستوں نے ان کو مناسب عطا سے نوازا تھا۔ رسول ﷺ ہمیشہ ان کو اور ان اولاد کو اپنے ہدایا اور تحائف سے مالا مال کیا۔ یہی دوسروں کا بھی طریقہ تھا۔

حضرت ثوبیہ رضی اللہ عنہا بھی باقاعدہ مرضعہ (دودھ پلائی) تھیں جو کہ مکہ مکرمہ میں یہ خدمت انجام دیتی تھیں۔ انہوں نے بھی رسول اکرم ﷺ اور بعض دوسرے قریش کی خدمت کی تھیں اور ان کو سرپرست خاندان نے ہمیشہ عطایا سے سرفراز کیا تھا۔

حضرت ام بردہ رضی اللہ عنہا رسول ﷺ بعض دوسرے اکابر قریش کی خدمت کے فرزند حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ

کی رضاعی ماں تھیں۔ ان کو اور ان کے شوہر کو رسول ﷺ نے خاصی قیمتی چیز میں ان کی خدمت کے عوض دی تھیں۔ (ا) [17]

اسی طرح امہات المومنین میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کی مرضعات کا ذکر بھی ملتا ہے۔

ایک خالص نسوانی ذریعہ آمدنی اور پیشہ وکاروبار رضاعت کا تھا۔ زمانہ قدیم سے عرب سماج میں پیشہ ور مرضعات (دودھ پلائیوں کا ایک طبقہ ہر ایک علاقے میں چلا آتا تھا۔ بعض جدید و قدیم سیرت نگاروں نے اسے نفرت انگیز یا ملامت آگیں پیشہ قرار دیا ہے لیکن یہ صحیح نہیں ہے

دوسرے مختلف پیشے اور ان کی خواتین:

عرب جاہلی اور مسلم سماجوں میں بعض دوسرے پیشے بھی تھے اور ان سے زیادہ تر عورتیں ہی وابستہ تھیں۔ ان کا تعلق عورت کے مسائل و معاملات سے ہوتا تھا۔ ظاہر ہے کہ ان کے لیے عورتوں کو ہی ترجیح دی جاتی تھی اور یہ فطری بات بھی تھی۔

مشاطہ:

دلہنوں کو بالخصوص اور دوسری خواتین کی زیب وزینت اور آرائش کے لیے ایک خاص طبقہ تھا جو عام و خاص مواقع پر مشاطگی کرتا تھا یہ اپنے فن کی ماہر عورتیں ہوتی تھیں۔ زیبائش میں وہ بالوں کو سنوارنے کا کام بھی کرتی تھیں۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی ایک مشطہ کا ذکر خیر اوپر آچکا ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور دوسری خواتین عصر کے بیاہ اور رخصتی کے مواقع پر مشاطہ کا ذکر ملتا ہے۔

قابلہ:

بچوں کی ولادت کے لیے دائیوں کا ایک طبقہ تھا۔ بعض اہل خاندان کی بڑی بوڑھیاں یہ کام ضرور انجام دے لیتی تھی مگر ان کے علاوہ خالص پیشہ ور" قابلہ " دائیاں ہوتی تھیں۔ حضرت سلمی رضی اللہ عنہا ان میں سے ایک تھیں جنھوں نے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے تمام بچوں / بچیوں کی ولادت کے علاوہ بنات طاہرات اور دوسری خواتین کے بچوں کی ولادت میں دایہ کا کام کیا تھا۔

مکی دور میں ام انمار بنت سباح رضی اللہ عنہا ایک دایہ بھی تھیں۔ [18]

حاضنہ:

کمسن بچوں اور بچوں کی دیکھ بھال اور پرورش کے لیے عرب سماج میں عورتوں کا ایک خاص طبقہ حاضنہ (انا) کا بھی تھا۔ ان میں باندیوں کے علاوہ اجرت پر کام کرنے والی آزاد عورتیں بھی تھیں۔ رسول ﷺ کی انا حضرت ام ایمن رضی اللہ عنہا میں اس باب میں کی شہرت وعظت رکھتی ہیں۔ ان کے علاوہ رسول اللہ ﷺ کے فرزند گرامی حضرت ابراہیم کی بھی ایک دائی، انا اور کھلائی تھیں جن کا ذکر حدیث کی کتابوں میں آتا ہے حالانکہ ان کے شوہر لوہاری کا کام کرتے تھے مگر وہ خود مرضعہ اور انا کا کام کرتی تھیں۔ ان کی اہمیت کا اندازہ اسی سے کیا جاسکتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے فرزند دلبند کے لیے ان کا انتخاب کیا تھا۔

سرکاری نوکریاں

سرکاری نوکریوں میں خواتین کی شمولیت کا موضوع ایک پیچیدہ اور حساس مسئلہ ہے، اور مختلف پہلوؤں سے بہت اہمیت رکھتا ہے۔ تاہم، اسلامی تاریخ میں خواتین کی فعال شرکت کی کئی اہم مثالیں ملتی ہیں۔ خاص طور پر رسول اللہ ﷺ نے خاتون

جراحوں، طبیبوں اور مختلف فنون کے ماہرین کے لیے راہ ہموار کی، اور انہیں بعض مواقع پر خدمات انجام دینے کی اجازت دی۔

ایک بہت اہم اور نمایاں واقعہ حضرت شفاء رضی اللہ عنہا کا ہے، جنہیں رسول اللہ ﷺ نے مدینہ کے بازار کی افسر مقرر کیا تھا۔ یہ فیصلہ نہ صرف اس وقت کے معاشرتی تناظر میں اہم تھا بلکہ اس سے یہ بھی ظاہر ہوتا ہے کہ آپ ﷺ نے خواتین کو اہم ذمہ داریوں کے حوالے سے بھرپور اعتماد دکھایا۔ حضرت شفاء رضی اللہ عنہا کا یہ عہدہ اس بات کا غماز تھا کہ وہ اس منصب کے لیے مکمل طور پر اہل تھیں، اور اس میں مردوں کی طرف سے انجام دی جانے والی روایتی ذمہ داریوں میں ان کا کردار تسلیم کیا گیا۔

یہ واقعہ اسلامی معاشرت میں خواتین کی صلاحیتوں اور اہمیت کو تسلیم کرنے کی مثال ہے۔ اس سے یہ سبق ملتا ہے کہ اگر خواتین کو مناسب مواقع اور حالات فراہم کیے جائیں تو وہ کسی بھی شعبے میں کامیابی کے ساتھ خدمات انجام دے سکتی ہیں۔ اسلامی تاریخ نے یہ ثابت کیا ہے کہ خواتین کو سرکاری محکموں اور دیگر شعبوں میں شمولیت کا مکمل حق ہے، بشرطیکہ وہ اس کے لیے مناسب اور اہل ہوں۔

فوجی خدمات:

قرون وسطی میں بہت سی خواتین فوجی خدمات سرانجام دیتی رہی ہیں۔ منصور کے عہد میں علی بن عبد اللہ کی صاحبزادیاں ام ایمن اور لہابہ لباس حرب میں ملبوس اسلامی افواج کے ساتھ بار نطین علاقے کی طرف مارچ کر رہی تھیں۔

ہارمن کے دور میں بھی شہزادیاں گھوڑوں کی رکھوالی کرتیں اور فوجوں کو میدان جنگ میں بھیجتی تھیں۔ عہد نبوی ﷺ میں بھی جہاد میں شرکت اور مجاہدین کی خدمت کے لیے بہت کی صحابیات مصروف عمل نظر آتی ہیں۔ ام عمارہ رضی اللہ عنہا نے جنگ احد میں ور ﷺ کے دفاع کے لیے مردوں کی سی ثابت قدمی اور بے باکی و شجاعت کا مظاہرہ کیا کہ انتہائی افراتفری اور انتشار کے عالم میں بھی نبی ﷺ نے ان الفاظ میں ام عمارہ رضی اللہ عنہا کی تعریف فرمائی:

وما ألتفت يمينا ولا سمالا إلا وأبا أراها تقاتل دوبج[19]

ربیع بنت معوذ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ:

كنا نغزوا مع رسول الله نستقي القوم ويخدمهم و برد القتلى والجرحى إلى المدينة[20]

ہم نبی ﷺ کے ساتھ جہاد پر جاتی تھیں اور ہماری خدمات یہ ہوتی تھیں کہ مجاہدین کو پانی پلائیں ان کی خدمت کرتھیں۔ جنگ میں کام آنے والوں اور زخمی ہونے والوں کو مدینہ لوٹا تھیں۔

فوجی خدمات:

قرون وسطی میں بہت سی خواتین فوجی خدمات سرانجام دیتی رہی ہیں۔ منصور کے عہد میں علی بن عبد اللہ کی صاحبزادیاں ام ایمن اور لہابہ لباس حرب میں ملبوس اسلامی افواج کے ساتھ بار نطین علاقے کی طرف مارچ کر رہی تھیں۔

ہارمن کے دور میں بھی شہزادیاں گھوڑوں کی رکھوالی کرتیں اور فوجوں کو میدان جنگ میں بھیجتی تھیں۔ عہد نبوی ﷺ میں بھی جہاد میں شرکت اور مجاہدین کی خدمت کے لیے بہت کی صحابیات مصروف عمل نظر آتی ہیں۔ ام عمارہ رضی اللہ عنہا نے جنگ احد میں ور ﷺ کے دفاع کے لیے مردوں کی سی ثابت قدمی اور بے باکی و شجاعت کا مظاہرہ کیا کہ انتہائی افراتفری اور انتشار کے عالم میں بھی نبی ﷺ نے ان الفاظ میں ام عمارہ رضی اللہ عنہا کی تعریف فرمائی:

وما ألتفت يمينا ولا سمالا إلا وأبا أراها تقاتل دوبج[21]

ربیع بنت معوذ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ :

كنا نغزوا مع رسول الله نسقي القوم ونخدمهم و نرد القتلى والجرحى إلى المدينة[22]

ہم نبی ﷺ کے ساتھ جہاد پر جاتی تھیں اور ہماری خدمات یہ ہوتی تھیں کہ مجاہدین کو پانی پلائیں ان کی خدمت کرتھیں۔ جنگ میں کام آنے والوں اور زخمی ہونے والوں کو مدینہ لوٹا تھیں۔

عدالت کی سربراہ

خلیفہ مقدر عباس کی ماں سب سے بڑی عدالت " ولایۃ المظالم " کی سربراہ تھی۔ حسن بن ابراہیم حسن رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: خلیفہ مقدر عباس کی والدہ لوگوں کی Appeals سنتیں اور ان کی شکایات کا ازالہ کرتی تھی۔[23]

تاریخ اسلامی میں خواتین بہت سے شعبوں میں کام کر رہی تھیں یہاں ان سب کا احاطہ کرنا مقصود نہیں ہے بلکہ یہ حقیقت ثابت ہوتی ہے کہ عہد نبوی اور اسلامی ادوار میں خواتین کو کاروبار کرنے اور کسب اختیار کرنے کا حق حاصل تھا اور اس حق کو خواتین عصر نے خوب استعمال کیا تھا۔

آنحضرت ﷺ اپنی زندگی میں بہت سی ایسی عورتوں سے ملے جو مختلف ہنروں کی ماہر تھیں یا مختلف کاروبار کرتی تھیں لیکن آپ ﷺ نے کبھی انہیں منع نہیں فرمایا۔ اس سے یہ بھی ظاہر ہوتا ہے کہ گھریلو حالات اور معاشی دباؤ کے تحت اگر عورتوں کو کارزار زندگی میں قدم رکھنا پڑے تو انہیں مختلف ہنر سیکھنے چاہیے اور ان میں حصہ بھی لینا چاہیے تاکہ روزگار کا سلسلہ بن سکتے۔

نتائج:

- حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا ایک کامیاب تاجرہ تھیں، جن کی کاروباری صلاحیتوں کو نبی کریم ﷺ نے بھی سراہا۔
- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو اسلامی علوم میں اتھارٹی حاصل تھی، اور صحابہ کرام علمی معاملات میں ان سے رجوع کرتے تھے۔
- حضرت رُفیدہ اسلمیہ رضی اللہ عنہا پہلی مسلم نرس کے طور پر جنگوں میں زخمیوں کا علاج کرتی تھیں۔
- دورِ نبوی ﷺ میں خواتین گواہ بن کر عدالتی عمل میں شامل ہوئیں، جس سے ان کی سماجی شمولیت کا اندازہ ہوتا ہے۔
- خواتین نے مہاجرین کی خدمت، صدقہ وخیرات اور ضرورت مندوں کی مدد میں اہم کردار ادا کیا۔
- خواتین گھریلو صنعتوں جیسے کپڑا بننے، چمڑے کی صفائی اور دیگر کاموں میں مہارت رکھتی تھیں۔
- بیعتِ رضوان میں خواتین نے نبی کریم ﷺ سے براہ راست بیعت کی، جس سے ان کی سیاسی شعور کا اظہار ہوتا ہے۔
- خواتین نے بچوں کی تربیت اور معاشرتی اقدار کو مضبوط بنانے میں کلیدی کردار ادا کیا، جیسا کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی زندگی سے ظاہر ہوتا ہے۔
- حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی طرح دیگر خواتین بھی تجارتی معاملات کی نگرانی کرتی تھیں اور ملازمین کو ہدایات دیتی تھیں۔
- جنگِ اُحد اور دیگر غزوات میں خواتین نے زخمیوں کی مرہم پٹی اور پانی پلانے کا ذمہ اٹھایا۔

This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License.

حواشی وحوالہ جات

[1] تفسیر ابن کثیر ابن کثیر، عمادالدین اسماعیل، تفسیر القرآن العظیم، سہیل اکیڈمی، لاہور، 1892ء، 1:/266،672

[2] الطبقات الکبری ابن سعید۔ابو عبداللہ محمد، الطبقات الکبری، مکتب الطباعہ والنشر بیروت لبنان 1998ء، 311/8

[3] الطبقات الکبری ابن سعید۔ابو عبداللہ محمد، الطبقات الکبری، مکتب الطباعہ والنشر بیروت لبنان 1998ء: 300/8 الإصابة فی تمییز الصحابة 119.118/8:

[5] اسد الغابۃ ابن اثیر عزالدین، اسد الغابہ فی معرفۃ الصحاب: 5/13

[6] اسد الغابۃ ابن اثیر عزالدین، اسد الغابہ فی معرفۃ الصحاب: 432/5

[7] اسد الغابۃ ابن اثیر عزالدین، اسد الغابہ فی معرفۃ الصحاب: 549/5

[8] صحیح بخاری البخاری، ابو عبداللہ محمد بن اسماعیل، صحیح بخآری، دہلی کارخانہ، تجارت کتب 1938ء: کتاب النکاح، باب الغیرۃ، 5224، الطبقات الکبری: 251,250/8

[9] بلاذری بلاذری، احمد بن یحییٰ بن جابر، فتوح البلدان دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان 1403ھ، 1/543

[10] بلاذری احمد بن یحییٰ بن جابر، فتوح البلدان دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان 1403ھ: 514-513/1

[11] صحیح البخاری البخاری، ابو عبداللہ محمد بن اسماعیل، صحیح بخآری، دہلی کارخانہ، تجارت کتب 1938: ادب المفرد، باب کیف ام اصبحت 1129

[12] بلاذری احمد بن یحییٰ بن جابر، فتوح البلدان دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان 1403ھ: 324/1

[13] بلاذری احمد بن یحییٰ بن جابر، فتوح البلدان دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان 1403ھ: 324/1

[14] صحیح البخاری البخاری، ابو عبداللہ محمد بن اسماعیل، صحیح بخآری، دہلی کارخانہ، تجارت کتب 1938: کتاب الطب، باب الدود، 5712

[15] المراۃ فی تصور الإسلامی الجبوری، عبدالمعتال، محمد۔ المراۃ فی تصور الاسلام الطبعہ الخامسہ مکتبہ ذہبیہ ناہرہ 1981: ص 64

[16] تاریخ تعلیم وتربیت اسلامیہ شبلی احمد 'ڈاکٹر، تاریخ تعلیم وتربیت اسلامیہ، ادارہ ثقافت اسلامیہ، لاہور، 1963ء، ص 260

[17] عہد نبوی میں رضاعت از ڈاکٹر محمد مظہر صدیقی معاش نبوی پروفیسر ڈاکٹر محمد یاسین، مظہر صدیقی کتب خانہ، نیر، 2015، ص 150

[18] بلاذری: 175/1

[19] اسد الغابہ فی معرفۃ الصحابۃ ابن اثیر عزالدین، اسد الغابہ فی معرفۃ الصحاب، 605/5، الطبقات الکبری ابن سعید۔ابو عبداللہ محمد، الطبقات الکبری، مکتب الطباعہ والنشر بیروت لبنان 1998ء: 415/8

[20] نیل الأوطار الشوکانی محمد بن علی نیل الاوطار شرح منتقیل الاخبار، مکتبہ کلیات ازہر، مصر 1978ء، باب استصحاب النساء لمصلحۃ المرضی والجرحی والخدمۃ: 141/9

[21] اسد الغابہ فی معرفۃ الصحابۃ ابن اثیر عزالدین، اسد الغابہ فی معرفۃ الصحاب، 605/5، الطبقات الکبری: 415/8

[22] نیل الأوطار الشوکانی محمد بنی علی نیل الاوطار شرہم التقیل االاخبار، مکتبہ کلیات ازہر، مصر 1978ء: باب استصحاب النساء لمصلحۃ المرضی والجرحی والخدمۃ: 14/9

[23] اسد الغابۃ فی معرفۃ الصحابۃ ابن اثیر عزالدین، اسد الغابہ فی معرفۃ الصحاب، 509/5